بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

فون ۴۹

روزنامہ الفضل ربوہ

بروز جمعہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۶۰/۲۵	۲۹ رمضان ۱۳۹۱ھ - ۱۹ نبوت ۱۳۵۰ ہش - ۱۹ نومبر ۱۹۷۱ء	نمبر ۲۶۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہر خوشی اور کامیابی پر مومن سجداتِ شکر بجا لاتا ہے کہ خدا نے محنت کو اکارت نہیں جانے دیا

اس شکر کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ایمان میں ترقی ہو گی اور مزید خوشیاں اور کامیابیاں حاصل ہوں گی

"انسان کو ہر قسم کی کامیابی کے موقع پر ایک خوشی ہوتی ہے۔ قرآن شریف سے تین قسم کی خوشیاں لہو[1]، لعب[2]، تفاخر[3] معلوم ہوتی ہیں۔ لہو میں اشیاء خوردنی شامل ہیں۔ اور لعب میں شادی وغیرہ کی خوشیاں اور تفاخر میں مال وغیرہ کی خوشیاں۔ یہ تین قسم کی خوشیاں ہیں۔ ان سے باہر کوئی خوشی نہیں ہے۔ مگر یاد رکھو کہ کامیابیاں اور یہ خوشیاں دائمی نہیں ہوتی ہیں۔ بلکہ اُن کے ساتھ اگر دل لگاؤ گے تو سخت حرج ہو گا۔ اور رفتہ رفتہ ایک وقت آجاتا ہے کہ ان خوشیوں کا زمانہ تلخیوں سے بدلنے لگتا ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۵۴)

"اپنی ہمت اور کوشش پر ناز مت کرو اور مت سمجھو کہ یہ کامیابی ہماری کسی قابلیت اور محنت کا نتیجہ ہے بلکہ یہ سوچو کہ اس رحیم خدا نے جو کبھی کسی کی سچی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ ہماری محنت کو بارور کیا، ورنہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ صدہا طالب علم آئے دن امتحانوں میں فیل ہوتے ہیں۔ کیا وہ سب کے سب محنت نہ کرنیوالے اور بالکل غبی اور بلید ہی ہوتے ہیں؟ نہیں بلکہ بعض ایسے ذکی اور ہوشیار ہوتے ہیں کہ پاس ہونیوالوں میں سے اکثر کے مقابلہ میں ہوشیار ہوتے ہیں۔ اسلئے واجب اور ضروری ہے کہ ہر کامیابی پر مومن خدا تعالیٰ کے حضور سجداتِ شکر بجالائے کہ اُس نے محنت کو اکارت تو نہیں جانے دیا۔ اس شکر کا نتیجہ یہ ہو گا کہ خدا تعالیٰ سے محبت بڑھے گی اور ایمان میں ترقی ہو گی۔ اور نہ صرف یہی بلکہ اور بھی کامیابیاں ملیں گی کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر کرو گے تو میں نعمتوں کو زیادہ کروں گا۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۵۵)

اخبار احمدیہ

ربوہ - ۱۸ نبوت - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۱۷ نبوت کی رپورٹ مظہر ہے کہ:-

آج کچھ ضعف کی شکایت رہی اس وقت طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

احباب حضور کی صحت و سلامتی کے لئے توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ - ۱۸ نبوت - حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ رات کو درد کی شکایت رہی۔ اس وقت طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے --- احباب حضرت سیدہ ممدوحہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں۔

محترم الحاج مسعود احمد صاحب خورشید کراچی جو سلسلہ کے مخلص اور ہمدرد کارکن ہیں کی ٹانگ پر شدید چوٹ آئی ہے۔ پلستر لگایا گیا ہے۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(خاکسار ابو العطاء جالندھری)

مکرم قاضی عبدالرحمٰن صاحب (ریٹائرڈ سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ ربوہ) ۲½ ماہ سے بعارضہ بندش پیشاب شدید بیمار ہیں۔

ان دنوں وہ ڈیرہ غازی خان میں مقیم ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین

(محمد دین کارکن دفتر وصیت ربوہ)

مستحقین کیلئے گرم کپڑوں کی ضرورت

(حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی)

تمام لجنات اور صاحب حیثیت بہنوں کی خدمت میں عرض ہے کہ مستحق خواتین اور بچوں کے لئے گرم کپڑے بھجوائیں۔ رمضان کا آخری عشرہ ہے۔ ثواب حاصل کرنے کا یہ بھی ایک موقعہ ہوتا ہے کہ جن کو کپڑوں کی ضرورت ہے ان کو کپڑے مہیا کئے جائیں۔

خاکسار
مریم صدیقہ

نصرت جہاں ریزرو فنڈ

۳۰ نبوت (نومبر ۱۹۷۱ء) ایک ضروری یاد دہانی

نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے وعدوں کی ادائیگی کا دوسرا مرحلہ ۳۰ نبوت ۱۳۵۰ ہش (نومبر ۱۹۷۱ء) کو ختم ہو رہا ہے۔ اس تاریخ تک آپ کے وعدوں کی کم از کم ساٹھ فیصد ادائیگی ضرور ہو جانی چاہیئے۔ اگر اس میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو اب پورا کر دیجئے۔ خدا تعالیٰ کے دئے ہوئے اموال میں سے آپ نے کچھ حصہ اُسی کی راہ میں دینا ہے۔ اسمیں تاخیر نہ کیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ اموال میں مزید برکت دے۔ آمین

(سیکرٹری نصرت جہاں ریزرو فنڈ)

(مسعود احمد پبلشر و ایڈیٹر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا)

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۹ نبوت ۱۳۵۰ ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رمضان کی کیفیت کا بعد میں بھی جاری رہنا ضروری ہے

رمضان کا بابرکت مہینہ دو ایک روز میں اب اپنے اختتام کو پہنچنے والا ہے۔ رمضان کا چاند نکلنے پر یہ برکتوں والا مہینہ اللہ تعالیٰ کی بے حساب رحمتوں کو اپنے دامن میں لئے شروع ہوا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے اُن خوش قسمت بندوں کو جنہیں اس کی مخصوص عبادات پورے تعہد کے ساتھ بجالانے کی توفیق ملی مغفرت کے اذنِ عام کا مژدہ سُنایا اور پھر یہ آگ سے نجات اور حصولِ جنت کی بشارت سے انہیں شاد کام کرنے کا موجب بنا اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اُن کے حق میں پورا ہوا کہ:۔

وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ۔ (مشکوٰۃ)

یعنی رمضان کا مہینہ ایسا بابرکت مہینہ ہے کہ اس کی ابتداء رحمت ہی رحمت ہے اور اسکے درمیان میں مغفرت ہے اور اسکے آخر میں (یعنی انجام کار) آگ سے نجات حاصل ہوتی ہے اور انسان اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں جنت کا مستحق قرار پاتا ہے۔

بلاشبہ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں اس ماہ مبارک کے جلو میں آنے والی رحمتوں سے اپنی جھولیاں بھرنے، مغفرت کے اذنِ عام سے فائدہ اٹھانے اور رمضان کے مجاہدہ میں سے اس طور پر گزرنے کی توفیق ملی کہ دوزخ کی آگ ان پہ حرام اور حصولِ جنت کی بشارت سے فائز المرام ہونے کی سعادت ان کے حصہ میں آئی۔ اور لائقِ صد ماتم ہے ان کی بے نصیبی جنہوں نے رمضان پایا اور وہ گزر گیا لیکن انکے گناہ بخشے نہ گئے۔ بہرحال یہ ماہِ مبارک رحمت، مغفرت اور حصولِ جنت کی بشارت لے کر آیا، فائدہ اٹھانے والوں نے فائدہ اٹھایا اور اب یہ بابرکت مہینہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔

جیساکہ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واضح فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی محدود استعدادوں کے پیشِ نظر اس ماہ مبارک کو ایک خاص مقصد کے ماتحت مقرر فرمایا ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ انسان جو بالطبع وقت گزرنے کے ساتھ کسی قدر سُست پڑ جاتا ہے پھر چُست ہو جائے اور سال کے باقی گیارہ مہینوں میں ایک نئی رُوح، نئے جذبہ اور نئے جوش کے ساتھ رضائے الٰہی کی راہوں پہ چلنے کے لئے مستعد ہو جائے۔ یہ نئی رُوح، نیا جذبہ اور نیا جوش اُس میں بیدار کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے میں عظیم الشان برکات رکھ دی ہیں اور اِس پورے مہینہ کو غایت درجہ مبارک بنا دیا ہے۔ ان برکات کے ثمرہ کے طور پہ وُہ اِس ماہ مبارک میں اپنے بندوں کی دعاؤں کو بکثرت سُنتا ہے، ان کے مجاہدے اور اُن کی کوشش کا اجر عام دنوں کی نسبت کئی گنا زیادہ دیتا ہے اور انہیں اپنے غیر معمولی فضلوں سے نوازتا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اُس کے بندے اِس ماہ مبارک کی مخصوص عبادات پُورے تعہد کے ساتھ بجالا کر سال کے باقی مہینوں میں عبادات کے اِس تسلسل کو پُوری مستعدی کے ساتھ جاری رکھنے کے قابل ہو جائیں۔

پس خدا تعالیٰ نے اس مہینے کو ہمارے لئے مبارک بنایا ہے نہ یہ کہ یہ مہینہ پہلے سے مبارک تھا اس لئے اُس نے اسے چُن کر اس کے روزے اور ان روزوں کی مخصوص عبادات ہم پہ فرض قرار دیدیں۔ یہ مہینہ مبارک ہے تو ہم عاجز بندوں کے لئے اور وہ بھی ہماری محدود استعدادوں کے لحاظ سے۔ ورنہ جہاں تک خدا تعالیٰ کی ذات بے ہمتا کا تعلق ہے اُس کے نزدیک تو سارے ہی وقت جو اُسکے اپنے مقرر کردہ ہیں بابرکت ہیں۔ ہر دن اور ہر رات کی ہر ہر گھڑی اُس نے برکتوں سے معمور کر رکھی ہے بشرطیکہ ہم ان برکتوں سے فائدہ اٹھانے کی تڑپ اپنے اندر پیدا کریں۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ وہ صرف رمضان میں ہی اپنے بندوں کی دُعاؤں کو سُنتا ہے باقی دِنوں میں نہیں سُنتا۔ ہاں وہ رمضان کے ایام میں جنہیں وہ ہماری سُستیوں اور غفلتوں کو دُور کرنے کے لئے اور بھی زیادہ برکتوں سے بھر دیتا ہے اور دِنوں کی نسبت اپنے بندوں کی دعا کو زیادہ سُنتا اور قبول کرتا ہے تاکہ ہم سال کے باقی ایام میں بھی اس کی قبولیت اور فضل کو جذب کرنے کے لئے مستعد ہو جائیں۔ اس لحاظ سے رمضان کا مہینہ ہمیں چُست اور مستعد کرنے کے لئے آتا ہے نہ کہ اس لئے کہ ہم گیارہ مہینے تو سوئے رہیں اور رمضان کے مہینے میں پُورے جذبہ و جوش کے ساتھ مجاہدہ کر کے پُورے سال کی کمائی اس ایک مہینے میں کر لیں اور بقیہ سال ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر اس ایک ماہ کی کمائی پہ ہی گزارہ کرنا چاہیں۔ اگر کسی کے نزدیک رمضان کا مقصد یہ ہے تو اُس نے اس مہینے میں ہزار مجاہدہ کرنے کے باوجود اس سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا بلکہ وہ سراسر خسارہ میں ہے۔

اس امر کی آزمائش یا امتحان کہ فی الواقعہ ہم نے رمضان کے روزے رکھ کر اور اس کی جملہ مخصوص عبادات بجالا کر اس سے صحیح رنگ میں فائدہ اُٹھایا ہے اور واقعی ہم اس ماہِ مبارک میں رحمتوں، مغفرت کے اذنِ عام اور حصولِ جنت کی بشارت سے حقیقی معنوں میں مستفیض ہوئے ہیں، یہ ہو گا کہ ہم رمضان گزرنے کے بعد سال کے باقی گیارہ مہینوں میں زیادہ مستعدی اور زیادہ جذبہ و جوش کے ساتھ حقوق اللہ اور حقوق العباد بجالاتے ہیں یا نہیں۔ اگر ہم بعد میں زیادہ مستعدی کے ساتھ حقوق اللہ اور حقوق العباد بجالاتے ہیں تو پھر اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم رمضان کی برکتوں سے کماحقہٗ فیضیاب ہوئے ہیں، ورنہ ہمارا شمار اُن بدقسمتوں میں ہو گا جنہوں نے رمضان کا مہینہ پایا اور وہ گزر گیا پر اُن کے گناہ بخشے نہ گئے۔ اسی لئے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس امر پہ خاص زور دیا ہے کہ رمضان کا مہینہ بے شک ختم ہو جائے اور وہ بہرحال ختم ہو ہی جاتا ہے لیکن رمضان کی کیفیت رمضان گزرنے کے بعد بھی ختم نہیں ہونی چاہیئے۔ اِس کا رمضان کے بعد بھی جاری رہنا ضروری ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ کے لئے سب وقت یکساں ہیں۔ چونکہ بغیر وقت کی تعیین کے انسان سُست ہو جاتا ہے اور وہ یہ کہتے کہتے کہ پھر کر لیں گے، وقت گزار دیتا ہے اِس لئے خدا تعالیٰ نے اِس مہینے کو چُنا تاکہ سُست سے سُست اور غافل سے غافل لوگوں کو بھی ہوشیار کرے۔ . . . . پس ان برکات سے جو اِس مہینہ کے ساتھ وابستہ ہیں اور اُس حکمت کے ماتحت جو میں نے بیان کی ہے ہمیں اس سے بہتر سے بہتر فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ جو طبائع پہلے خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ تھیں، ان کو اِس مہینہ میں خدا تعالیٰ کی طرف اِس طرح متوجہ ہونا چاہیئے کہ یہ رمضان کا مہینہ چلا جائے مگر ان کے لئے نہ جائے۔ رمضان کی یہی خوبی ہے کہ انسان اِس ماہ میں خدا تعالیٰ کے لئے رات کو اُٹھتا ہے اور دُعائیں کرتا ہے لیکن جو شخص ہمیشہ رات کو اُٹھے اور خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اپنی طاقت اور قوت کے مطابق عبادات کرے، اُس کے لئے رمضان کے گزرنے کے بعد بھی رمضان ہی ہے۔ پس یہ ناممکن نہیں ہے کہ اِس رمضان کی وجہ سے ایسی توفیق مل جائے کہ باقی گیارہ مہینے بھی رمضان ہی رہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ر مارچ ۱۹۲۸ء)

پس اب جبکہ رمضان کا بابرکت مہینہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم رمضان کی مخصوص عبادات کو ہی اپنے لئے کافی نہ سمجھیں بلکہ رمضان کے اصل مقصد اور اس کی حقیقی رُوح کو سمجھتے ہوئے آئندہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو کماحقہٗ ادا کرنے کے لئے پہلے سے بھی زیادہ مستعد اور چُست ہو جائیں تا رمضان ختم ہونے کے ساتھ رمضان کی کیفیت ختم نہ ہونے پائے بلکہ وہ بعد میں بھی جاری رہے اور ہمیں کمال چُستی اور مستعدی اور تعہد کے ساتھ حقوق اللہ اور حقوق العباد بجالانے کی توفیق ملتی رہے۔

ہمیں آئندہ اس توفیق کا ملنا اور میسّر آنا ہی اِس امر کا آئینہ دار ہو گا کہ ہمارے روزے، ہمارا قیام اللیل، ہمارا صدقہ و خیرات، ہماری عبادتیں اور ہماری دُعائیں اللہ تعالیٰ کی جناب میں مقبول ہو کر ہمیں فائز المرام کرنے کا موجب ثابت ہوئی ہیں۔

اگر ہمیں یہ توفیق ملتی چلی گئی تو پھر دنیا کے نزدیک رمضان بے شک ختم ہو جائے گا مگر ہمارے لئے ختم نہ ہو گا بلکہ وہ اور اس کی برکات بعد میں بھی چلتی چلی جائیں گی، تاآنکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے نتیجہ میں بشرطِ زندگی اگلا رمضان ہم پالیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، مغفرت کے اذنِ عام اور حصولِ جنت کا دروازہ پھر ہم پہ کھول دے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں اس توفیق سے نوازے اور پُورے سال نوازتا چلا جائے کیونکہ اس توفیق کا ملنا اُسی کی رحمت پہ منحصر ہے۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین ؛

تہجد کی عادت ڈالو!

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"نمازوں میں عاجزی کرو، تہجد کی عادت ڈالو، تہجد میں رو رو کر دُعائیں مانگو کہ خدا تعالیٰ گڑگڑانے والوں اور تقویٰ اختیار کرنیوالوں کو ضائع نہیں کرتا۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۳۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عید الفطر اور اُس کے ضروری مسائل

مکرم چوہدری رشید الدین صاحب شاہد مربی سلسلہ احمدیہ

عید کا لفظ عود سے نکلا ہے جس کے معنے واپس آنے کے ہوتے ہیں۔ گویا عید مسلمانوں کیلئے ایک ایسا خوشی کا دن ہے جو بار بار آتا ہے۔ اسلام نے دو عیدیں مقرر کی ہیں عید الفطر اور عید الاضحیہ۔ اور دونوں عیدیں کچھ فرائض کی ادائیگی کے بعد آتی ہیں۔ پہلی روزوں کے بعد اور دوسری حج کے بعد اس طرح اسلام مسلمانوں کو یہ سبق دیتا ہے کہ انسان کو حقیقی مسرت اور خوشی صرف اسی صورت میں میسر آسکتی ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف سے عائد کردہ فرائض کو کما حقہٗ پورا کرے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ جب کبھی انہیں کوئی خوشی یا کامیابی حاصل ہو تو وہ خدا تعالےٰ کے حضور جھک جائیں اور اس کا شکریہ ادا کریں کہ اس نے انہیں یہ خوشی کا دن دکھایا اور اپنے فرائض کو ادا کرنے کی توفیق بخشی۔

عید الفطر میں لفظ فطر کے معنے ہیں شروع کرنا اس سے فطرہ نکلا ہے اور افطار کے معنی روزہ کھولنے کے ہیں گویا روزہ دار معمول کی زندگی کی طرف لوٹتا ہے اور اپنی فطری خواہشات جنہیں اس نے روکا ہوا تھا پورا کرتا ہے چونکہ یہ عید رمضان کے روزوں کے بعد آتی ہے۔ اس لئے اسے عید الفطر کا نام دیا گیا ہے۔

نماز عید کی تیاری اسی طرح ہوتی ہے جس طرح جمعہ کے لئے تیاری کی جاتی ہے۔ اس دن نہا دھو کر حسب استطاعت عمدہ کپڑے پہنے جائیں۔ خوشبو اگر میسر ہو تو استعمال کی جائے انسان کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ صاف ستھرا اور خوش باش نظر آئے۔ اچھا کھانا پکایا جائے اور کچھ کھا کر عید الفطر کی نماز پڑھنے کے لئے جانا چاہیئے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت تھی کہ حضور کچھ نہ کچھ تناول فرما کر عید الفطر کی نماز کے لئے تشریف لے جاتے کان لا یخرج یوم الفطر حتی یطعم (ترمذی)

یوں تو عید نماز مسجد میں بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ لیکن اگر کھلے میدان میں ادا کی جائے تو بہتر ہے۔ اسلام نے یہ بات غالباً اسلئے رکھی ہے کہ اس سے جگہ کی تنگی کا سوال ختم ہو جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ لوگ شامل ہوں یہاں تک کہ حائضہ عورتوں کو بھی اس اجتماع میں شریک ہونے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے گو نماز میں شریک نہ ہونگی۔ صرف خطبہ سنیں گی

عید کی نماز کا وقت نیزہ بھر سورج چڑھ آجانے سے لیکر زوال آفتاب تک رہتا ہے تاہم جلد نماز پڑھ لینا زیادہ ثواب کا موجب ہے اگر کسی وجہ سے پہلے دن اس وقت میں عید کی نماز ادا نہ کی جاسکے تو پھر دوسرے دن اسی وقت میں پڑھی جاسکتی ہے اگر دوسرے دن بھی موقع نہ ملے تو پھر یہ نماز ساقط ہو جاتی ہے۔ تیسرے دن پڑھنے کی اجازت نہیں البتہ عید الاضحیہ تیسرے دن بھی پڑھی جاسکتی ہے اس کے بعد نہیں۔ کیونکہ عید کی نماز کی قضا نہیں۔

ہر مومن کے لئے فرض ہے کہ وہ نماز عید پڑھنے سے پہلے صدقۃ الفطر ادا کرے۔ یہ صدقہ فی کس ایک صاع (اندازاً تین سیر) اناج یا اس کا نصف بصورت جنس یا اس کی قیمت واجب ہے ہر خاندان کے سربراہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ صدقہ اپنی طرف سے اور اپنے زیر کفالت بچوں کی طرف سے ادا کرے۔

صدقۃ الفطر اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ غرباء کو بھی عید کی خوشی میں شریک کیا جاسکے۔ کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ ہر شخص کو اتنے پیسے مل جائیں۔ کہ وہ کپڑے بنوا سکے اور عید کے روز نسبتاً اچھا کھانا پکا سکے۔ اگر اس سے زیادہ دیا جائے۔ تو بھی کوئی حرج نہیں۔ حدیث میں آیا ہے۔

فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر وقال اغنوھم علی طواف ھذا الیوم
(بیہقی)

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فطرانہ کو واجب قرار دیا اور اس کی غرض یہ بیان فرمائی کہ غرباء کو کم از کم اس دن در بدر پھر کر مانگنے سے بچایا جائے اور ان کی ضروریات گھر بیٹھے پوری ہو جائیں۔

فطرانہ کی تقسیم میں مذہب کی کوئی قید نہیں۔ یہ رقم کسی بھی غریب کو دی جاسکتی ہے چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"صدقہ کے واسطے مسلم یا غیر مسلم کی قید ضروری نہیں کافر محتاج مسکین کو بھی صدقہ دیا جاسکتا ہے۔"

(فتاوی احمدیہ صفحہ ۱۹۷)

چونکہ فطرانہ غریبوں کا حق ہے اسلئے اسے مسجد وغیرہ کی تعمیر میں خرچ نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر مقامی غرباء کی ضروریات پوری کرنے کے بعد کچھ رقم بچ رہے تو اس بارہ میں جماعتی ہدایت یہ ہے کہ وہ رقم مرکز میں بھجوا دی جائے۔ فطرانہ کی وصولی کے متعلق اگر یہ انتظام کیا جائے کہ رقم بروقت اکٹھی ہو کر عید سے دو تین دن پہلے غرباء میں تقسیم ہو جائے تو یہ بہتر ہوگا۔ اس طرح وہ عید سے پہلے اپنی ضروریات خرید سکیں گے

صدقۃ الفطر کے علاوہ بھی عید کے موقع پر صدقہ وخیرات کرنی چاہیئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلقین فرمائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی غرض سے عید فنڈ مقرر فرمایا تھا۔ اس میں جماعت کے ہر کمانے والے شخص کو کم از کم ایک روپیہ ادا کرنے کا حکم ہے۔ موجودہ حالات کے لحاظ سے یہ رقم زیادہ ہونی چاہیئے

عید کی نماز صرف جماعت کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ اکیلے پڑھنا جائز نہیں نہ اسکا دوہرانا جائز ہے۔ ایک جگہ میں ایک دفعہ عید پڑھی جائے گی۔ جو شخص التحیات میں سلام سے پہلے امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جائے اس کی نماز عید ہو جائیگی امام کے سلام کے بعد وہ دو رکعتیں پڑھے اور حسب دستور تکبیریں بھی کہے۔

عید کی نماز کے لئے اذان اور اقامت نہیں کہی جاتی۔ نماز عید پڑھنے کا طریق یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھ کر پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہی جائیں امام بلند آواز سے اللہ اکبر کہے گا اور مقتدی آہستہ۔ ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ کانوں تک بلند کر کے نیچے چھوڑ دینے چاہئیں ساتویں تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لئے جائیں اور امام قرأت شروع کردے پھر دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے اسی طرح پانچ تکبیریں کہی جائیں اگر امام بھول جائے اور تکبیریں نہ کہے تو اس غلطی کے تدارک کے لئے سجدہ سہو کرنا ضروری ہوگا۔ لیکن اگر تکبیروں کی گنتی میں فرق پڑ جائے تو اس صورت میں سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔

نماز کے بعد امام عید کا خطبہ پڑھے گا یہ خطبہ، خطبہ جمعہ کی طرح دو حصوں میں پڑھا جاتا ہے۔ دونوں کے درمیان تھوڑی دیر کے لئے بیٹھنا چاہیئے۔ پہلے خطبہ کا موضوع وقت اور ماحول کے مطابق ہونا چاہیئے اور دوسرا خطبہ جمعہ کے دوسرے خطبہ کے مطابق ہو۔ خطبہ چونکہ نماز عید کا ایک حصہ ہے اسلئے اس کا سننا ضروری ہے اور مقتدیوں کو یہ سنے بغیر نہیں جانا چاہیئے۔ خطبہ کے اختتام پر دعا کے بعد لوگ گھروں کو جاسکیں گے

عید کے بعد عید مبارک کہنا اور معانقہ کرنا بھی ایک معروف رواج ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا کہ میدان عید سے واپسی کے وقت حضور دوسرا راستہ اختیار فرماتے۔ غالباً اس میں یہ حکمت ہے کہ چونکہ قوم کا اجتماع یا نمود اور اس کی شان و شوکت کے اظہار کا موجب ہوتا ہے۔ اسلئے جب مسلمان نماز عید کے لئے ایک راستہ سے جائیں گے اور دوسرے راستہ سے واپس آئیں گے۔ تو زیادہ لوگ انہیں دیکھ سکیں گے۔

عید اور اسی قسم کے اجتماعات میں دوسروں کے آرام کا بہت خیال رکھنا چاہیئے آتے جاتے وقت یا نماز کے وقت ہجوم میں کسی کو تکلیف نہ پہنچے اور اگر کوئی ضرورت نہ ہو تو ایسی اشیاء جن سے کسی وقت بھی کسی شخص کو کسی قسم کی تکلیف یا نقصان کا احتمال ہو ساتھ نہیں لے جانی چاہئیں حضرت امام بخاری نے اپنی کتاب میں یکرہ من حمل السلاح فی العید کا باب باندھ کر اسی طرف اشارہ کیا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید کے لئے جاتے اور آتے وقت بلند آواز سے تکبیر پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رمضان المبارک ۔ اور ۔ قبولیتِ دعا

(مکرم مولوی عبدالسلام صاحب طاہر مربی سلسلہ احمدیہ لاڑکانہ (سندھ)

رمضان المبارک کے ایام روحانی ایام بہار ہیں جن میں شجرۂ ایمان ایک نئی زندگی لے کر سرسبز و شاداب ہو جاتا ہے اور زینت و رعنائی کے زیور سے آراستہ اور جاذبِ انظار بن جاتا ہے یہ مہینہ فیوض سماویہ اور برکات روحانیہ کی بارش کا مہینہ ہے جس سے ارضِ ایمان سیراب ہوتی ہے اور اس کی تمام روحانی اور باطنی قوتیں زندہ اور بحال ہو جاتی ہیں۔ ماہ صیام جن عظیم الشان فیوض و برکات پر مشتمل ہے ان میں سے فیض اکبر اور نعمتِ عظمیٰ قبولیتِ دعا ہے کیونکہ شہر رمضان کو قبولیت دعا کے ساتھ گہرا تعلق ہے اور دعاؤں کے بکثرت قبول ہونے کا یہ ایک خاص مہینہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جس رکوع میں روزوں کا ذکر کیا ہے۔ اسی میں قبولیتِ دعا کی بھی بشارت دی ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ"

یعنی اے رسولؐ جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو تو ان کو کہہ دے کہ میں تو تمہارے قریب ہی ہوں اور میرے اس قریب ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ جب بھی کوئی دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ اس آیت کریمہ سے قبل بھی اور بعد میں بھی روزوں اور ان کے مسائل ہی کا ذکر ہے پس اسی میں قبولیت دعا کی بشارت دینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ رمضان کو قبولیتِ دعا کے ساتھ خاص تعلق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسی حقیقت کو مومنوں پر عیاں کرنے کے لئے اس آیت کریمہ کو روزوں کی آیات کے ساتھ بیان کیا ہے پس رمضان عام قبولیتِ دعا کا مہینہ ہے۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"چونکہ اس آیت سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی روزوں کا ذکر ہے اس لئے آیت کے ذریعہ مومنوں کو اسی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ یوں تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی اپنے بندوں کی دعائیں سنتا اور ان کی حاجات کو پورا فرماتا ہے لیکن رمضان المبارک کے ایام قبولیت دعا کے لئے مخصوص ہیں۔ اس لئے تم ان دنوں سے فائدہ اٹھاؤ اور خدا تعالیٰ کے قریب ہونے کی کوشش کرو ورنہ اگر رمضان کے مہینہ میں بھی تم خالی ہاتھ رہے تو تمہاری بدقسمتی میں کوئی شبہ نہیں ہوگا۔"

(تفسیر کبیر سورۃ بقرہ)

دعاؤں کا بکثرت قبول ہونا یہ کوئی معمولی بات اور کوئی عام اور چھوٹی نعمت نہیں ہے بلکہ یہ تمام نعمتوں سے بڑی نعمت تمام برکتوں سے بڑی برکت اور تمام سعادتوں سے بڑی سعادت ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ یہ تمام برکتوں تمام فضلوں اور تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی معرفت تامہ کا انحصار استجابت دعا پر ہی ہے۔ تمام ذرائع معرفت الٰہی کے انسان کو عین الیقین سے آگے نہیں لے جاتے مگر استجابتِ دعا کا نشان انسان کو حق الیقین کے مقاصد تک پہنچاتا ہے۔ پس دعا درحقیقت معرفتِ الٰہی کی روح ہے اور اس کا آخری ذریعہ ہے یہ وجود باری تعالیٰ کے دلائل میں سے آخری دلیل ہے جس کے بعد کوئی دلیل نہیں۔ کیونکہ دعا کی قبولیت کا تعلق ذاتی مشاہدہ اور تجربہ سے ہے اور تجربہ و مشاہدہ کے بعد کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے رسولؐ اگر تجھ سے میرے بندے پوچھیں کہ خدا کہاں ہے اس کو ہم کس طرح پہچانیں۔ اس کی معرفت ہم کس طرح حاصل کریں اور اس کے قرب کا ذریعہ ہے تو آپ ان کو بتا دیں کہ اللہ فرماتا ہے انی قریب کریں تو بندہ کے بالکل قریب ہوں اگر آپ میری موجودگی اور قربت کو معلوم کرنا چاہتے ہیں اور مجھ سے واقف ہونے کے خواہاں ہیں تو تم مجھ سے دعائیں مانگو کیونکہ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ دعا کرنے والے کی دعا کو میں سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں پس جب تم اپنی دعاؤں کو قبول ہوتا دیکھو گے اور انی قریب کی آواز خود اپنے کانوں سے سنو گے تو تمہیں میری قربت و موجودگی کا عرفان حاصل ہو جائے گا۔ تمہیں وہ آنکھ دی جائے گی جو خدا تعالیٰ کو دیکھ لیتی ہے۔ وہ سینہ دیا جائیگا جو نور معرفت سے روشن ہوگا اور وہ دل دیا جائے گا جس میں محبت الٰہی کے سوا اور کچھ باقی نہیں رہے گا۔ چنانچہ سیدی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"رمضان کا مہینہ دعاؤں کی قبولیت کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے یہی وہ مہینہ ہے جس میں دعا کرنے والوں کے متعلق انی قریب کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اگر وہ قریب ہونے پر بھی نہ ملے تو کب مل سکے گا۔ جب بندہ اسے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیتا ہے اور اپنے عمل سے ثابت کر دیتا ہے کہ اب وہ خدا تعالیٰ کا در چھوڑ کر اور کہیں نہیں جائے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے اس پر کھل جاتے ہیں اور انی قریب کی آواز خود اس کے کانوں میں بھی آنے لگتی۔ جس کے معنے سوائے اس کے اور کیا ہو سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے اور جب کوئی بندہ اس مقام پر پہنچ جائے تو اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس نے خدا کو پا لیا۔"

(تفسیر کبیر سورۃ بقرہ صفحہ ۴۰۹)

الغرض رمضان المبارک دعاؤں کی قبولیت کا خاص مہینہ ہے اور اس میں ہر مومن دعا گو کو نہ صرف یہ کہ استجابت دعا کا نشان دیا جاتا ہے۔ بلکہ اسے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے بھی مشرف کیا جاتا ہے۔ جس سے وہ خدا تعالیٰ کی معرفت تامہ کے نور سے منور ہو کر حیاتِ طیبہ کا وارث بن جاتا ہے۔

پروگرام سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ ۱۹۷۲ء

انشاء اللہ ۱۹۷۲ء میں لجنہ اماء اللہ کے قیام پر پچاس سال پورے ہو جائیں گے۔ اس لئے آئندہ سال کے پروگرام کے متعلق اس سال اجتماع پر جو فیصلے ہوتے تھے۔ وہ درج ذیل کئے جاتے ہیں تا تمام لجنات اور خواتین ان کی روشنی میں تیاری کریں۔

۱۔ یہ اجتماع وسط نومبر ۱۹۷۲ء میں منعقد کیا جائے۔
۲۔ اس موقعہ پر تقریری مقابلہ جات کم کئے جائیں۔ اس کی بجائے ایسی تقاریر ہوں اور مقالے پڑھے جائیں جو لجنہ اماء اللہ کی تاریخ کے مختلف ادوار پر روشنی ڈالتے ہوں یا ان خواتین کے حالاتِ زندگی پر تقاریر ہوں جو لجنہ اماء اللہ کی ابتدائی کارکنات تھیں۔
۳۔ اس موقعہ پر ایک مشاعرہ منعقد کیا جائے اور صرف وہی نظمیں پڑھنے کی اجازت ہو جن میں لجنہ اماء اللہ کی تاریخ اور کارہائے نمایاں کا تذکرہ ہو۔
۴۔ ایک انعامی تحریری مقابلہ منعقد کیا جائے گا جس کا موضوع "لجنہ اماء اللہ کی پچاس سالہ مختصر تاریخ" ہو۔
۵۔ بیرونِ پاکستان لجنات کے حالات پر بھی مضامین پڑھے جائیں جو ان کی نمائندگان خود پڑھائیں۔
۶۔ ہر لجنہ اماء اللہ اپنے ضلع کا اجتماع لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماع سے قبل منعقد کرے اور اس میں ایسی تقاریر کی جائیں جن میں پبلک کو لجنہ اماء اللہ کے نام مقاصد اور کاموں سے روشناس کروایا جائے۔
۷۔ ایک مجلّہ بطور یادگار اس موقعہ پر شائع کیا جائے۔ نصف انگریزی میں اور نصف اردو میں۔
۸۔ تمام لجنات اس اجتماع کو بارونق اور مفید بنانے کے لئے تجاویز بھجوائیں۔
۹۔ کھیلوں کا بھی پروگرام منعقد کیا جائے۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

بقیہ صفحہ ۳

زَیِّنُوْا اَعْیَادَکُمْ بِالتَّکْبِیْرِ

یعنی اے مومنو! اپنی عیدوں کو تکبیروں سے مزین کرو۔

تکبیر کے الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

تکبیرات کے علاوہ اس دن ہر ایک مسلمان کو کثرت سے ذکر الٰہی کرنا چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عطیہ دہندگان امداد درویشان فنڈ

ماہ اکتوبر میں جن احباب نے امداد درویشاں کے لئے جو عطیہ جات دیئے ہیں ان کے نام شکریہ کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی کو قبول فرمائے اور اپنے حضور سے انہیں اس کی بہترین جزا بخشے۔

(ناظر خدمت درویشاں۔ ربوہ)

۱	سید ناصر ارتضیٰ علی صاحب کراچی ۱۶	۲۰	روپے
۲	شیخ دوست محمد صاحب لائل پور	۵	روپے
۳	چوہدری لعل احمد خان صاحب مرکزی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ لاہور		
۴	میاں محمد یحییٰ صاحب نیلہ گنبد لاہور	۳	روپے
۵	حلقہ سمن آباد لاہور	۱۱	روپے
۶	اعجاز الحق صاحب پسر شمس الحق صاحب سول لائن لاہور	۱	روپے
۷	ڈاکٹر شریف احمد صاحب سول لائن لاہور	۵۰	روپے
۸	شمس الحق صاحب سول لائن لاہور	۱	روپے
۹	سیکرٹری صاحب مال جماعت احمدیہ کھاریاں	۵۰	روپے
۱۰	عزیز الدین صاحب سیکرٹری مال ملتان شہر	۳۰	روپے
۱۱	عبدالمنان صاحب طاہر قائمقام محاسب اے لے شاہ صاحب	۵	روپے
۱۲	ایک دوست بذریعہ وکیل المال ثانی تحریک جدید ربوہ	۵۰	روپے
۱۳	چوہدری اقبال احمد صاحب چمبڑ ضلع حیدرآباد سندھ	۱۰	روپے
۱۴	حضرت مولوی محمد الدین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ ربوہ	۵	روپے
۱۵	مولوی عبدالحئی صاحب بستی مندرانی ضلع ڈیرہ غازی خان	۱۱	روپے
۱۶	مولوی محمد یعقوب صاحب میانہ پور ضلع سیالکوٹ	۵	روپے
۱۷	شیخ محمد حنیف صاحب کوئٹہ	۱۴	روپے
۱۸	چوہدری غلام حسین صاحب کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ	۷	روپے
۱۹	مرزا عبدالرحمن صاحب محاسب جماعت احمدیہ کراچی	۱۳۱	روپے
۲۰	چوہدری عبدالرحمن صاحب محاسب جماعت احمدیہ راولپنڈی	۵	روپے
۲۱	محمد فیروز صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ مانگٹ اونچے ضلع گوجرانوالہ	۱۰	روپے
۲۲	محمد امین صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ اوکاڑہ	۱۱	روپے
۲۳	میاں محمد عالم صاحب لندن	۲۰	روپے
۲۴	محمد اقبال حسین صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر دارالعلوم غربی ربوہ	۲	روپے
۲۵	بیگم صاحبہ سید عنایت اللہ صاحب و بیگم صاحبہ ڈاکٹر اختر محمود صاحب والدہ ڈاکٹر اختر محمود صاحب لاہور	۲۵	روپے
۲۶	ثریا بیگم صاحبہ زوجہ چوہدری رشید احمد صاحب انجنیئر انڈس گیس لطیف آباد حیدرآباد	۴۰	روپے
۲۷	محمد اکرم صاحب محاسب جماعت احمدیہ گوجرانوالہ	۲	روپے
۲۸	محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ	۶	روپے
۲۹	شیخ محمد اقبال صاحب کوئٹہ	۱۵	روپے
۳۰	حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ	۲۵	روپے
۳۱	رشید احمد صاحب بھٹی سرگودھا	۳۰	روپے
۳۲	دفتر لجنہ مرکزیہ از لجنہ اماء اللہ کوئٹہ	۶	روپے
۳۳	ملک رشید الدین صاحب صدر جماعت احمدیہ چونیاں ضلع لاہور	۳	روپے
۳۴	محمد عمر صاحب قمر صدر جماعت احمدیہ قلات	۵	روپے
۳۵	شیخ محمد یوسف صاحب لائل پور بحساب شیخ دوست محمد صاحب	۵	روپے
۳۶	حضرت مولوی محمد الدین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ ربوہ	۵	روپے
۳۷	مسز سید مہربان شاہ صاحب پشاور چھاؤنی	۱۰	روپے

اعلان برائے نمائش

بیگم صاحبہ مرزا حفیظ احمد صاحب سیکرٹری نمائش لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

تمام لجنات کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس سال جلسہ سالانہ کی صنعتی نمائش میں شرکت کے لئے سلائی مقرر کر دی گئی ہے تاکہ کسی کو بھی کسی قسم کی دقت یا شکایت نہ رہے۔ اس لئے مقابلہ میں شرکت کے لئے مندرجہ ذیل سلائی تیار کر دیں اور ہر ہنر کی ایک سے زیادہ چیزیں مقابلہ میں نہ رکھی جائیں گی اور نام بنانے والی کا نام ضرور چٹ پر لکھا ہوا ہو۔

۱۔ ہاتھ کی نٹنگ = زنانہ سویٹر ۲۔ مشین کی نٹنگ = بچے کا سوٹ
۳۔ کراس سٹیچ باریک = میز پوش ۴۔ کروشیا = لیس چادر کی
۵۔ مشینی کٹ ورک = ٹرالی سیٹ ۶۔ ہاتھ کا کٹ ورک = ڈچیس سیٹ
۷۔ کشمیری ٹانکہ = میز پوش ۸۔ ہاتھ کی کڑھائی = پلنگ سیٹ
۹۔ ایپلک ورک ہاتھ کا = میز پوش ۱۰۔ پینٹنگ
۱۱۔ کوئی ہاتھ کی بنی ہوئی فینسی چیز۔

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے برادرم مکرم چوہدری خضر حیات صاحب مانگٹ ایڈووکیٹ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ کو پہلی بچی عطا فرمائی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچی کا نام خولہ طلعت تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم چوہدری محمد حیات صاحب آف مانگٹ اونچے ضلع گوجرانوالہ کی پوتی اور مکرم ملک شیر محمد صاحب نجوکہ ملتان کی نواسی ہے۔

دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بچی کو بابرکت عمر والی خادمہ دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

(نصیر سہالوی مانگٹ۔ مانگٹ اونچے۔ ضلع گوجرانوالہ)

درخواست ہائے دعا

۱۔ عاجز کی اہلیہ قریباً چار ماہ سے بعارضہ بے چینی دل و دماغ بیمار چلی آرہی ہے۔ ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(عنایت اللہ بھٹی۔ مسجد احمدیہ۔ اوکاڑہ)

۲۔ میرا لڑکا عزیز محمد اعظم مولوی فاضل وحدت کالونی لاہور میں دل اور دمے کی بیماری سے بہت عرصہ سے بیمار ہے نیز اس کی بوڑھی صحابیہ والدہ بلڈ پریشر اور دل کی بیماری سے ربوہ میں سخت بیمار ہے۔ اور میری کمر ٹیڑھی ہو گئی ہے۔ دوست ہم تینوں کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(عاجز حاجی محمد فاضل عفی عنہ دارالرحمت غربی ربوہ)

۳۔ خاکسار کو کچھ عرصہ سے مشکلات کا سامنا ہے۔ نیز اہلیہ مختلف عوارض سے بیمار ہے۔ جملہ مشکلات اور قرض سے نجات اور اہلیہ کی صحت و سلامتی کے لئے تمام احباب سے درخواست دعا ہے۔

(راجہ خورشید احمد منیر محلہ مظفر آباد۔ آزاد کشمیر)

۴۔ میرا لڑکا عزیزم خضر حیات جس کی عمر قریباً ایک ماہ ہے بوجہ تکلیف گردہ چند روز سے بیمار ہے اور مشن ہسپتال لائل پور میں داخل ہے۔ طبی مشورہ کے مطابق اپریشن کی ضرورت ہے احباب سے دعا کی درخواست ہے (محمود احمد جنجوعہ ربوہ)

حب مقوی اعصاب
مقوی اعصاب۔ فالج۔ لقوہ۔ کسی اعضاء کا کمزور ہو جانا۔ ہاتھ پاؤں کا سن ہونا اعصاب اور جوڑوں کی دردوں میں اکسیر ہے۔
المنار دواخانہ ربوہ

دوائی فضل الٰہی نرینہ اولاد نوے فی صد لڑکا پیدا ہوتا ہے کورس ۹۰ گولیاں ۲۰ روپے دواخانہ خدمت خلق ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبۂ عید الفطر

ہم میں سے ہر ایک کو اپنے نفس سے یہ سوال کرنا چاہیئے کہ وہ کیوں عید منا رہا ہے

کوشش کرو کہ تمہیں خدا مل جائے تمہیں قومی ترقیات حاصل ہوں اور تمہیں اخلاقی برتری میسر آجائے

(اقتباس خطبہ عید الفطر فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ ۲۸ جولائی ۱۹۴۹ء)

"قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ عید تین وجوہات کی بنا پر منائی جاتی ہے۔

اول انسان کو اس کا محبوب یعنی خدا مل جائے۔ جب اسے خدا مل جائے گا تو اس کی عید حقیقی معنوں میں عید ہوگی۔ لیکن اگر اسے خدا نہیں ملتا تو پھر عید کیسی۔ درحقیقت اگر اسلام کے شروع زمانہ میں عید تھی تو صرف مسلمانوں کی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عیسائیت بھی خدا تعالیٰ کی قائل تھی۔ ہندو بھی خدا تعالیٰ کے قائل تھے مگر کوئی ایسا گروہ نہیں پایا جاتا تھا جو یہ کہتا ہو کہ ہمیں خدا مل گیا ہے اگر کوئی ایسی جماعت تھی جو اس بات کی دعویدار تھی کہ ہمیں خدا تعالیٰ مل گیا ہے تو وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ تھے۔ اور جس شخص کو اس کا محبوب مل جائے اس کی عید بن جاتی ہے۔ ....

عید منانے کی دوسری وجہ جو قرآن کریم سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ فردی ترقی کے علاوہ قومی ترقیات بھی اس قدر مل رہی ہوں کہ جدھر بھی قوم منہ کرے کامیابیاں اور کامرانیاں اُس کے قدم چومیں۔ صحابہؓ نے اتنی فتوحات حاصل کیں کہ جدھر بھی وہ منہ کرتے تھے فتح و نصرت اُن کے ساتھ رہتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ جنات ہیں جدھر بھی مُنہ کرتے ہیں دُنیا کو مطیع بناتے چلے جاتے ہیں۔ پہلی چیز روحانی اور فردی تھی اور یہ مادی اور قومی تھی جس کی وجہ سے صحابہ عید منانے کے مستحق تھے۔

تیسری وجہ عید منانے کی یہ ہوتی ہے کہ قومی اخلاق اس قدر بلند ہوں کہ لوگ کسی پر ظلم نہ کریں اور ہر شخص یہ سمجھے کہ اس کے حقوق محفوظ ہیں۔ صحابہ اخلاقی لحاظ سے اتنے کمال پر تھے کہ اُس زمانہ میں ہر شخص کے حقوق محفوظ تھے اور وہ کسی پر ظلم نہیں کرتے تھے لیکن آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ایک پیسہ پر بازار میں جھگڑا ہو جاتا ہے۔ ....

.... جس قوم میں ایسے افراد پائے جاتے ہوں جن کو خدا مل گیا ہو، جس قوم میں ایسے افراد پائے جاتے ہوں جنہوں نے نہ صرف انفرادی اور روحانی ترقیات حاصل کی ہوں بلکہ قومی ترقیات بھی حاصل کی ہوں اور جس طرف وہ منہ کرتے ہوں کامیابیاں اور فتوحات ان کے قدم چومتی ہوں جس قوم میں ایسے بلند اخلاق پائے جاتے ہوں کہ ان کے زمانہ میں کسی کو اپنا حق مارے جانے کا خیال بھی پیدا نہ ہو وہ قوم مستحق ہے حقیقی عید منانے کی وہ قوم مستحق ہے حقیقی خوشیاں منانے کی۔ کیا دُنیا میں اب بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں؟ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس لئے عید مناتے تھے کہ آپؐ کا محبوب یعنی خدا تعالیٰ آپؐ کو مل گیا اور مسلمان اس لئے عید مناتے تھے کہ ان کے آقا کی جائداد انہیں مل گئی اور اس کی حکومت دُنیا میں قائم ہو گئی

لیکن سوال یہ ہے کہ آج ایک مسلمان عید کیوں مناتا ہے؟ کیا وہ اس لئے عید مناتا ہے کہ اس کے باپ دادا کی جائداد ایک ایک کر کے اس کے ہاتھ سے نکل گئی؟ کیا وہ اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ عدل و انصاف اس میں باقی نہیں رہا۔ آخر وہ کونسی چیز ہے جس پر خوش ہو کر وہ عید مناتا ہے۔ کیا وہ نئے کپڑے پہن لینے یا طرح طرح کے کھانے کھانے پر خوش ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عید پہلے زمانہ میں انعام تھی لیکن اب تازیانہ ہے اور ہر عید جو آتی ہے وہ ہم سے مطالبہ کرتی ہے کہ بولو تم کیوں عید منا رہے ہو؟ ہم بے شک ظاہر میں عید مناتے ہیں لیکن اس کے موجبات اور محرکات ہم میں موجود نہیں۔ ....

درحقیقت آج کل کی عید ایک تازیانہ بن کر آتی ہے اور ہم سے کہتی ہے بولو تم کس چیز کی بناء پر عید منا رہے ہو۔ ہم ایک طرف اس بات کے دعویدار ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے سردار ہیں اور دوسری طرف ہم آپؐ کی سرداری کو چھنتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ہر جگہ آپؐ کا دین مظلوم ہے مگر ہم بے فکر بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر ہم کس چیز کی عید منا رہے ہیں!

یہ ایک سوال ہے جو ہم میں سے ہر ایک کو اپنے نفس سے پوچھنا چاہیئے۔

اگر واقعہ میں ہم میں جانی اور مالی قربانی کی روح پائی جاتی ہے۔ اگر ہم خدا تعالیٰ کے سامنے رو رو کر اسکی مدد طلب کرتے ہیں۔ تو واقعی ہماری عید عید ہے اور ہم اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آنکھ اُٹھانے کے قابل ہیں۔ ورنہ ہماری عید کچھ بھی نہیں بلکہ عید ہمیں پہلے سے بھی زیادہ مُردہ بنا دے گی۔"

(الفضل ۲۷ ر نبوت ۱۳۴۹ ہش)

دعائے مغفرت

خاکسار کے والد بزرگوار سید اسلام خان صاحب مورخہ ۱۰ ر نومبر بروز بدھ ۲۰ رمضان المبارک فضل عمر ہسپتال ربوہ میں وفات پاگئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

احباب والد صاحب مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

(رئوف اسلام خان کارکن دفتر صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

6366
مکرم سید ظہور احمد شاہ صاحب
مینیجر زرعی ترقیاتی بینک آف پاکستان
بہاولنگر

رجسٹرڈ ...